ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

فرمان

حضرت میرزا **غلام احمد** قادیانی علیہ السلام

مجدد صد چہار دہم و مسیح موعودؑ

★

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام۔ لاہور

www.aaiil.org

پسِ منظر

سرینام (جنوبی امریکہ) میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں ہمارے احمدی بھائی موجود ہیں۔ گو ان میں سے خاصی تعداد نے ہالینڈ میں نقل مکانی کر لی ہے تاہم ابھی تک سرینام میں ہی مغربی نصف کرہ کی تمام جماعتوں سے زیادہ تعداد میں احمدی آبادی ہے۔ جن کی متعدد مساجد ہیں اور کئی دینی مدارس، پاکستان میں فیصلہ ستمبر کے نتیجے کے طور پر جماعت سرینام کو بھی اپنوں اور بیگانوں کی ریشہ دوانیوں کی بدولت بڑے صبر آزما اور کٹھن دَور سے گذرنا پڑا ہے۔ جب بعض لوگوں نے یہ تحریک شروع کر دی کہ "احمدیہ" نام ترک کر دیا جائے۔ تو مخلصین نے جناب طیب احمد علی سابق وزیر سماجی بہبود۔ جناب بشارت احمد علی کمشنر جناب حاجی اسمٰعیل علی بخش۔ جناب مولوی ایم الٰہی بخش جناب عباس صبو علی۔ جناب رشید پیر خان اور جناب نصر اللہ لیسین کی قیادت میں اس تحریک کی شدت سے مخالفت کی اور احمدیہ نام کو قائم رکھنے کا فیصلہ کیا ——— یہ کشمکش خاصی طول پکڑ گئی، بالآخر ایک سرکاری جج کی نگرانی میں استصواب رائے کے لیئے ۳۱ر جولائی ۱۹۷۸ء کی تاریخ مقرر ہوئی ——— الحمدُللہ کہ اس ریفرنڈم کا نتیجہ احمدیوں کے حق میں رہا اور وہ واضح اکثریت سے جیت گئے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص سرگرم رکن جناب نصر اللہ لیسین صدر جماعت احمدیہ ضلع نکیری سرینام میں جماعتی زندگی کے اسی دَور کے شب و روز کی روئیداد محترم حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نائب صدر اوّل، احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام، لاہور و چیئرمین، تبلیغِ بلادِ غیر کمیٹی کے نام اپنے حالیہ مکتوب میں قلمبند کرتے ہیں۔ جسے احبابِ سلسلہ کے استفادہ اور ازدیادِ ایمان کے لیئے بطور ضمیمہ اخبار پیغام صلح اور اب اِس ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

مِیرزا مسعُود بیگ
جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام

احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ. لاہور
مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۳۰ر جولائی ۱۹۷۸ء، اتوار کا دن جماعتِ احمدیہ سرینام کے لیے ایک بہت بڑے امتحان اور آزمائش کا دن تھا۔ ایسا دن جس کی نزاکت سے ہمارے ان بزرگوں کی روحیں جنہوں نے ہر مصیبت اور مخالفت کا جوانمردی، بہادری اور اولوالعزمی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے سرینام میں جماعت احمدیہ (لاہور) کی داغ بیل ڈالی اور اسے پھلتا پھولتا چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اپنی آخری آرامگاہوں میں تڑپ اٹھی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں پر اپنی بے انتہا رحمتوں اور افضال کی بارش برسائے۔ آمین، یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ انہی بزرگوں کی اولادیں احمدیت کی جڑ کاٹنے اور اسے اکھاڑ پھینکنے کی سازشوں میں غیروں کے ساتھ شریکِ تعاون ہو جائیں گی اور اپنے بھائیوں کو ناکام دیکھنے پر تُل جائیں گی۔

ہماری جماعت کے صدر جناب محمد راجہ (محمد رضا) صاحب مرحوم تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی صدارت کا عہدہ ڈاکٹر جمال الدین صاحب کے حوالے کر دیا حالانکہ اس عہدہ کے لیئے ڈاکٹر صاحب کے مقابلہ میں دو اور امیدوار بھی تھے۔ مگر راجہ صاحب مرحوم نے انہیں سمجھا بجھا کر دستبردار ہونے پر رضامند کر لیا۔ اور اس طرح ڈاکٹر جمال الدین صاحب جماعت کے صدر بن گئے۔ راجہ صاحب کے مدِنظر ڈاکٹر صاحب کے والد مرحوم کی وہ قربانیاں تھیں جو انہوں نے سرینام میں جماعت احمدیہ (لاہور) کے فروغ اور استحکام کیلئے دیں اور یہی قربانیاں ڈاکٹر جمال الدین صاحب کے صدر بننے کا ذریعہ بنیں۔ راجہ صاحب کی وفات کے بعد ڈاکٹر جمال الدین صاحب نے پَر پُرزے نکالنا شروع کر دیئے اور احمدیوں کی سادہ دِلی اور اخلاص سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت میں توڑ پھوڑ اور انتشار کی کارروائیاں شروع کر دیں۔ اپنی سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے بظاہر وہ پاکستان، ہالینڈ۔ گیانا۔ ٹرنی ڈاڈ۔ لندن اور سرینام میں وقتاً فوقتاً منعقد ہونے والی کنونشنوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ایسے لوگوں پر کسے شک گذر سکتا ہے کہ وہ کبھی جماعت کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ احمدی ان کے دھوکے میں آتے رہے کیونکہ وہ کسی کے دل کی بات نہیں جانتے تھے مگر اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے۔ اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ مکر و فریب کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے ارادے اور سازشیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کا بھی اللہ تعالیٰ کی مخفی تدبیر سے یہی حشر ہوا۔ اور اپنی تمام حیلہ سازیوں کے باوجود انہیں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کے رویے میں تبدیلی کا پس منظر یہ ہے کہ مئی۔ جون ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف **تحفظِ ختمِ نبوّت** کے نام سے ایک شدید تحریک اٹھی جس کے نتیجے میں جماعتِ احمدیہ کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اپنے آئین میں ایک ترمیم کے ذریعے "غیر مسلم اقلیت" قرار دے کر اسے ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی وغیرہ غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں شامل کر دیا۔ اس کا اثر پاکستان تک ہی محدود نہ رہا بلکہ قائدین "تحفظِ ختمِ نبوّت" نے قومی اسمبلی کے اس فیصلہ کو جائز اور عین اسلامی فیصلہ ثابت کرنے کیلئے نہ صرف تاروں۔ اخباروں اور ریڈیو کے ذریعے دوسرے ممالک میں اس کی تشہیر کی۔ بلکہ خود دَورے کر کے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور عوام کو متاثر کرنے کی سر توڑ جدوجہد کی۔ ان میں سے بعض علمائ نے سرینام کا دَورہ بھی کیا اور واپس پاکستان جا کر یہ دعویٰ کیا کہ ہم احمدیوں کے اسّی فی صد مشن بیرونی ممالک میں بند کرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔

ڈاکٹر جمال الدین صاحب اور ان کے چند ساتھیوں کو موقعہ ہاتھ آ گیا اور انہوں نے خفیہ طور سے اپنا کام شروع کر دیا۔ بڑے دُکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ عید کے موقعہ پر پارامار یبو میں جناب ڈاکٹر جمال الدّین صاحب کے دستِ راست جناب سلطان کلن صاحب نے ایسے ٹریکٹ تقسیم کیئے جن میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے متعلق واقعات پیش کیئے گئے تھے۔ ہمارے سُنّی بھائی اگر ایسا کرتے تو کوئی گلہ نہ ہوتا لیکن ایک احمدی کے ہاتھوں ایسا ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت تشویش ہوئی۔ کچھ دوستوں نے اس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے انہیں تسلّی دی اور ڈاکٹر صاحب سے فون پر اس بارے میں دریافت کیا۔ پہلے تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن جب بات بڑھ گئی تو یہ اعتراف کر لیا کہ کلن صاحب نے میری اجازت کے بغیر ایسا کیا ہے۔ میرے دل میں خدشہ سا پیدا ہو گیا جس سے میں نے اپنے دوستوں کو بھی خبردار کیا۔ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر صاحب کے والد بہت مخلص احمدی تھے ہمیں امید ہے کہ وہ اپنے باپ کے نام کو بٹہ نہ لگائینگے اور اگر خدانخواستہ ایسا وقت آ ہی گیا تو ہم ڈاکٹر صاحب سے نمٹ لیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے نکیری کے احمدیوں کو ہمنوا بنانے کیلئے حاجی گمن صاحب اور دو دیگر حضرات کو وہاں بھیجا۔ نکیری کے دو چار احمدی بھی ڈاکٹر صاحب کے لئے کام کر رہے تھے۔ حاجی گمن صاحب میرے پاس آنے کی بجائے مغربی علاقے کی طرف چلے گئے اور جناب بہاوت خان، جان محمد یوسف کے ہاں ایک مجمع لگایا اور لوگوں کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ حکومت پاکستان نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدیا ہے۔ اب احمدی حج نہیں کر سکیں گے اور عام مسلمان بھی مسجدیں اور دیگر دینی ادارے قائم کرنے کے لیے مالی تعاون نہیں کریں گے۔ لوگوں کی آنکھیں مجھے تلاش کر رہی تھیں کیونکہ وہ گھر جہاں یہ مجلس قائم ہوئی ایک مخلص احمدی کا گھر تھا۔ حاجی صاحب کی بات پر کسی نے کان نہ دھرا اور وہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوئے۔

ع بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے۔

مجھے اس اجلاس کی خبر رات ہی کو ہو گئی تھی۔ ضلع نکیری کی طرف ڈاکٹر صاحب کے متوجہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ ضلع احمدیت کی ایک ناقابلِ

شکست دیوار ہے اور اگر اس دیوار میں وہ نقب لگانے میں کامیاب ہوجاتے تو ان کے خیال میں کامیابی ان کے قدم چومتی لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ اور اپنی ناکامی کے بعد حاجی گمن صاحب مایوسی کے عالم میں دوپہر کے وقت میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے تشریف آوری کا سبب پوچھا، تو غرض بتادی۔ انہوں نے اوپر بیان کردہ باتیں دہرانا شروع کردیں۔ میں نے جلسوں کا حال پوچھا تو فرمایا۔ سب کہتے ہیں کہ ہم اپنے امیر جماعت کے فیصلہ پر ہی عمل کریں گے۔ اس لئے آپ کے فیصلے کا منتظر ہوں تاکہ میں واپس جاکر ڈاکٹر صاحب کو اپنے دَورے کی روئداد بتا سکوں۔ میں نے جواب دیا — **اگر حکومت پاکستان نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں** — کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کوفی کو خلیفہ منصور عباسی نے قید کیا اور زہر دلوا کر مروا ڈالا۔ حضرت امام مالک کو ہتھکڑی پہنائی۔ اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کرایا اور ستر کوڑے لگوائے گئے۔ حضرت امام شافعیؒ کو اس وقت کے علماءِ سُو نے ابلیس کا خطاب دیا اور ان کے مرنے کی دعائیں مانگیں۔ آپ کی بے حرمتی کی۔ قید کیا ہزاروں آدمیوں نے ملامت کی اور گالیاں دیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کو خلیفہ مامون اور معتصم نے قید کیا۔ دُرّے لگوائے تلوار کی نوک سے پاؤں میں کچوکے لگائے گئے۔ حضرت امام بخاریؒ کو جلاوطن کیا۔ آپ پر کُتے چھوڑے گئے۔ انہی تکالیف سے آپ تھوڑے عرصہ بعد ۲۵۶ھ میں وفات پاگئے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو جہانگیر نے قلعہ گوالیار میں قید کیا۔ انہیں مجنون اور پاگل کہا اور ان کی ریش مبارک نُچوائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پر علماءِ دین نے کفر کے فتوے لگائے اور کہا کہ یہ واجب القتل ہیں۔ غرض کہاں تک بیان کروں۔ ہزاروں علماءِ حق ایسے ہیں جنہوں نے دینِ حق کی اشاعت کی راہ میں علماءِ وقت اور اسلامی حکومتوں کے ہاتھوں دکھ اور اذیتیں برداشت کیں لیکن بڑے صبر استقلال سے اس راہ پر قائم رہے اور اپنی جان تک قربان کردی۔ انہی کافروں، مرتدوں، ابلیسوں، مجنونوں اور پاگلوں" کی احادیث اور فقہ کو دُنیا آج اپنے سینہ سے لگائے ہوئے ہے۔ جنہیں ان کے زمانے کے علماء اور حکومتوں نے قید و بند میں ڈالا۔ انہیں جلاوطن اور شہید کیا۔ آج اگر ہم احمدیوں کو جو کروڑوں کی تعداد میں ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، کافر ملعون۔ مرتد۔ ابلیس اور غیر مسلم کہا جارہا ہے تو کوئی اچنبھے یا گھبرانے کی بات نہیں ہمیں اسے ہنسی خوشی قبول کرلینا چاہیئے کیونکہ یہ عین سنّت اللہ کے مطابق ہے — **اگر آج احمدیوں کو حج سے روک دیا گیا ہے تو** کیا آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کرام کو نہیں روکا گیا تھا؟ کیا سعودی عرب کے موجودہ حکمرانوں کے آباؤ اجداد پر حج بند نہیں کیا گیا تھا؟ بیت اللہ کی زیارت سے روکنا خدا کے ہاں بہت بڑی بات ہے۔ ہم میں سے جس نے حج کا ارادہ کیا ہوا تھا یا اب کریگا اور اس رکاوٹ کی وجہ سے محروم رہے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور اس کی بھاری ذمہ داری ان پر جنہوں نے اسے روکا ہے — **اگر مالی تعاون ختم ہوجائے گا** تو کونسا آسمان ٹوٹ پڑے گا اور کیا غضب ہوجائے گا۔ ذرا اپنی جماعت کی تاریخ پر نظر ڈالیں ۱۹۱۴ء میں مولانا محمد علیؒ صاحب اور آپ کے چھ سات ساتھیوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی صرف سات ہزار روپے سے کام شروع کیا اور اب انگلستان۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ امریکہ۔ کنیڈا۔ افریقہ۔ فیجی۔ ماریشس۔ ٹرنی ڈاڈ گیانا۔ سرینام۔ انڈونیشیا وغیرہ ساری دنیا میں وہ اشاعتِ اسلام کا کام کررہی ہے۔ یہ روپیہ کہاں سے آیا۔ انگریزی۔ اردو۔ جرمن۔ ڈچ اور دیگر زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہوچکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ کس کے روپیہ سے؟ کئی مسجدیں اور اسلامی ادارے تعمیر کرچکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ کس کے

روپیہ سے ؟ یہ سب اللہ کا کام ہے۔ ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اللہ اپنے کام کے لئے کسی انسان یا حکومت کے پیسہ کا محتاج نہیں۔ ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا (مسیح موعودؑ)

اسس پر وہ لاجواب ہو کر چلے گئے۔ الحمدُ لِلّٰہ کہ نکیری کا ایک احمدی بھی اس مکر و فریب کے جال میں نہ پھنس سکا۔ یہ جال بھی پاکستان سے وہاں کے بعض علماء کے ذریعے یہاں پہنچا۔ انہوں نے یہاں گھوم پھر کر جھوٹی باتیں شائع کیں اور احمدیوں کو سبز باغ دکھاتے رہے۔

پاکستان کے مکفر علمأ کی لسانِ زہر آلود سے سرینام بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ لیکن یہاں کے احمدیوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ ڈاکٹر جمال الدین صاحب ان کے آلۂ کار بن گئے۔ وہ ویسا ہی کام کرنا چاہتے تھے جیسا کہ لندن میں ہوا۔ پہلے تو انہوں نے کمزور احمدیوں کو ورغلا کر احمدیت کے خلاف کھڑا کیا۔ اور پھر سُنیوں کو اسلامیہ انجمن میں بڑی تعداد میں شامل کر لیا۔ تاکہ احمدی بے اثر ہو کر رہ جائیں۔ تیسرے قانونی فیصلہ اپنے حق میں کرا لیا اور چوتھے ضلع نکیری۔ ضلع ایمسٹرڈم اور ضلع پارا نام کو کاٹ دیا تاکہ ہزاروں احمدی انتخاب میں حصہ نہ لے سکیں اور انجمن کو بغیر انتخاب کے اپنا لیا جائے۔ یہ دیکھ کر جناب علی بخش صاحب۔ جناب طیب احمد علی صاحب سابق وزیر سماجی بہبود مولوی الٰہی بخش ایوب صاحب جناب بشارت احمد علی صاحب کمشنر۔ جناب رشید پیر خان صاحب۔ جناب لیومنا صاحب اور دوسرے بہت سے دوست اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے پہلے مفاہمت کے لیے کوششیں ہوتی رہیں لیکن نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں۔ پھر معاملہ جج کے سامنے گیا تو ڈاکٹر صاحب جیت گئے حالانکہ اکثریت ہماری تھی لیکن دوستوں نے ہمت نہ ہاری اور آخر کار فیصلہ استصواب رائے یعنی ریفرنڈم پر ہوا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب پھر جیت گئے۔ کیونکہ نکیری۔ پارا نام اور ایمسٹرڈم وغیرہ کو اس ریفرنڈم سے خارج کرا دیا گیا تھا۔ اور چار پانچ سو سُنیّوں کو فہرست میں شامل کر لیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی اس ناشائستہ حرکت کیخلاف بہت احتجاج ہوا مگر شنوائی نہ ہوئی۔ اب دو ہی راستے رہ گئے تھے کہ استصواب میں حصہ لیں یا جماعت کی باگ ڈور ڈاکٹر جمال الدین کے حوالے کر دیں۔ استصواب سے پہلے بہت ہی جدوجہد کرنے کے نتیجہ میں جج نے تین ہماری طرف سے اور تین آدمی ڈاکٹر جمال الدین صاحب کیطرف سے مقرر کئے اور صدر مجلسِ شوریٰ اپنی طرف سے منتخب کیا۔ ہماری طرف سے جناب طیب احمد علی سابق وزیر سماجی بہبود۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اور بخش اللہ صاحب سابق ممبر سرینام پارلیمنٹ اور جناب ڈاکٹر جمال الدین صاحب کی جانب سے جناب سلطان کلن صاحب جناب پیر بخش صاحب مدرس اور مولوی اسلام بدو اللہ صاحب مقرر ہوئے۔ صدر جناب نارندرپ صاحب وکیل تجویز ہوئے۔ اس کمیٹی کا کام یہ تھا کہ یہ انتخاب کے کاغذات بہت احتیاط اور دیانت داری سے تیار کریں۔ اور ان کے مطابق انتخاب کرائیں۔ استصواب کی تاریخ اتوار ۱۶۔ جولائی ۱۹۷۸ء مقرر ہوئی تیرہ ۱۳ علاقوں کے کاغذات مکمل ہو گئے۔ لیکن سلطان کلن صاحب نے احتیاط اور دیانتداری کو پس پشت ڈالتے ہوئے پانچ سو سُنّیوں کو استصواب کے رجسٹر میں بحیثیت ووٹر درج کرا لیا۔ باقی چار جگہیں رہ گئیں۔ جب نکیری کی باری آئی تو ڈاکٹر جمال الدین صاحب کے حمائتیوں نے صدر صاحب کے سامنے مشکلات

کھڑی کرنا شروع کردیں اور اُن پر زور دیا کہ وہ ان چاروں جگہوں کو اسلامیہ احمدیہ انجمن کی رکنیت سے خارج کردیں۔ انہیں یہ یقین تھا کہ ان کی شمولیت سے وہ ہار جائیں گے اور ان کا مقصد پورا نہ ہو سکے گا۔ اس پر ہم لوگوں نے سخت احتجاج کیا جس کے نتیجہ میں جناب صدر نے خود تحقیق شروع کردی۔ وہ اپنے مشیروں سمیت خود نکیری تشریف لائے۔ سلطان کلن صاحب اور اسلام بدواللہ صاحب نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ وہ نکیری کے احمدیوں کو نہیں جانتے۔ یہ دونوں حضرات سُنیّوں اور ہندوؤں کے ہاں تو جا سکتے ہیں لیکن نکیری اس لئے نہیں آسکتے تھے کہ یہاں کے لوگ اسلامیہ احمدیہ انجمن کے طرفدار تھے اور یہیں ان کے سچ اور جھوٹ کے پول کھلنے کا اندیشہ تھا۔ دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ اگر یہ چار علاقے چناؤ میں شامل ہو جاتے تو ہزار بارہ سَو احمدی اس میں حصہ لے سکتے تھے جن کے ووٹ فیصلہ کن ثابت ہوتے اور ان لوگوں کے مکر و فریب اور جھوٹ کا پردہ تار تار ہو جاتا۔

آخر کار صدر صاحب نے نکیری کا تحقیقاتی دورہ کیا۔ میں نے ۱۹۳۸ء سے لے کر ڈاکٹر جمال الدین صاحب کی صدارت کے زمانہ تک تمام ثبوت دیئے۔ صاحب صدر ہمارے اخلاقی برتاؤ اور تہذیب سے بہت متاثر ہوئے اور جو ثبوت ہم نے دیئے اُن کی حقیقت کو تسلیم کیا۔ چند دن کے بعد صاحب صدر نے ہمارے فراہم کردہ ثبوت کی بنا پر ان چاروں علاقوں کو رجسٹر کر لیا، ۱۶ر جولائی سے پہلے ہی ڈاکٹر صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے اس کے خلاف مقدمہ عدالت میں پیش کردیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ یہ چاروں علاقے چناؤ میں حصہ نہیں لے سکتے کیونکہ یہ انجمن اسلامیہ کے ممبر نہیں ہیں۔ چناؤ میں دوسری تبدیلی یہ چاہی کہ چناؤ ۱۶ر جولائی کی بجائے ۳۱ر جولائی کو کیا جائے۔ صاحب صدر نے اس کے خلاف بہت احتجاج کیا اور ثبوت بہم پہنچائے لیکن ان کی ایک بھی نہ سنی گئی اور جج صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے موقف کو تسلیم کر لیا اس سے احمدی بہت مایوس ہوئے کیونکہ اگر وہ چناؤ ہار جاتے تو ان تیرہ علاقوں میں بھی وہ بے خانماں ہو جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان سے آئے ہوئے ایک عالم دین نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ قادیانیوں کے اسّی فیصد مشنری ادارے بند ہو گئے ہیں۔ یہ سازش اتنی سوچ سمجھ کر کی گئی تھی اور ان لوگوں کو اتنا یقین تھا کہ کامیابی ان کی جیب میں ہے۔ کُل سترہ علاقوں میں سے تیرہ علاقوں پر ان کا قبضہ ہو جاتا تو واقعی ہمارے اسّی فیصد ادارے سُنیّوں کے ہاتھوں میں چلے جاتے۔ اس کا اثر گیانا، ٹرنی ڈاڈ اور دوسرے ملکوں پر بھی پڑتا۔ ڈاکٹر جمال الدین اور ان کے ساتھیوں اور دوسرے سُنیّوں کو اپنی کامیابی پر اتنا یقین تھا کہ انہوں نے چناؤ سے پہلے ہی ایک کتابچہ شائع کردیا اور احمدیوں کے ان چاروں علاقوں سمیت ہزاروں ووٹوں کی تعداد سے اُوپر اپنی کامیابی کا اعلان کردیا۔ ——— سرنام میں سُنیّوں کی کنونشن منعقد ہونے والی تھی۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس کو یکم اگست تک ملتوی کرا دیا۔ کیونکہ ۳۱ر جولائی کو چناؤ تھا۔ رات دس گیارہ بجے تک نتیجہ کا اعلان ہو جانا تھا۔ اس لئے وہ چاہتے تھے کہ سوموار یکم اگست کو وہ اس کنونشن کے ساتھ ہی اپنی کامیابی کی خوشیاں بڑی دھوم دھام سے منائیں۔ اس لئے انہوں نے تمام تیاریاں مکمل کر لی تھیں لیکن احمدی اپنے دلوں میں ایک ہی دھن سمائے ہوئے تھے کہ ڈاکٹر کو اگر اپنی کامیابی کیلئے سُنیّوں پر بھروسہ ہے تو انہیں اپنے خدا پر بھروسہ ہے۔ ایک طرف ڈاکٹر صاحب اور ان کے سُنّی اور دوسری طرف احمدی اور ان کا خدا۔ دیکھیئے جیت کس کی ہوتی ہے ——— آخر وہ دن بھی آ ہی پہنچا جس کے انتظار میں گھڑیاں گِن گِن کر گذاری جا رہی تھیں۔ **تاریخ احمدیت میں ۳۱ر جولائی ۱۹۷۰ء کا دن ایک یادگار دن رہے گا۔** اِس دن سرنام

کے احمدی نمازِ شکرانہ ادا کیا کریں گے اور اپنے ربّ العالمین اور احکم الحاکمین سے یہ دعا کریں گے کہ وہ احمدیوں پر ایسی آزمائش کا وقت پھر کبھی بھی اور کبھی نہ لائے ۔ ۳۱ جولائی کی صبح نمودار ہوئی دونوں جماعتیں اپنی اپنی کوششوں میں مصروف ہوگئیں ۔ ہمارے چاروں علاقے کاٹ دیئے گئے ۔ لیکن ہم اِس کے باوجود میدانِ کارزار میں اللہ کی مدد پہ بھروسہ کرکے کود پڑے ۔ ڈاکٹر جمال الدین نے انسان کے در پہ دستک دی اور ہم عاجز انسانوں نے اللہ تعالیٰ کے درِ دولت کو جا کھٹکھٹایا ۔ اُدھر بتوں سے اُمیدیں اِدھر خدا سے نصرت کی طلب ۔ ان چاروں علاقوں کے علاوہ دوسرے ہزاروں احمدی بھی اس چناؤ میں حصہ لینے سے محروم رہے ۔ ــــــ قریباً ۹ بجے رات صدر نارندرپ نے چناؤ کا اعلان کیا ۔ ڈاکٹر جمال الدین صاحب کو ۱۰۷۵ ، اور احمدیوں کو ۲۱۱۰ ووٹ ملے ۔ **الحمدُ للہ کہ احمدی ووٹوں کی واضح اکثریت سے جیت گئے** ۔ اگر ڈاکٹر صاحب کے ۱۰۷۵ ووٹوں میں سے سُنیوں کے ۵۰۰ ووٹ نکال دیئے جائیں تو ان کے صرف ۵۷۵ ووٹ رہ جاتے ہیں اور اگر کٹے ہوئے چاروں علاقوں کو احمدیوں کے ووٹوں میں شامل کر لیا جائے تو ان کے ووٹ تین ہزار سے کہیں زیادہ بنتے ہیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایک معجزہ دکھانا چاہتا تھا کہ وہ اپنے کمزور و بے بس اور عاجز انسانوں کی مشکلات میں مدد کرکے ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے ۔ **اور خدا کے مشن سے غداری کرنے والوں کے حصے میں رسوائی کے سوا کچھ نہیں** آتا ۔ نتیجہ سنتے ہی احمدیوں نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور خوشی خوشی ایک دوسرے سے گلے ملے ؎ **ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد**

نصرتِ الٰہی کے اس نظارہ پر احمدیوں کی آنکھیں فرطِ جذبات سے اُمڈ آئیں ۔ خدا نے ان کے دل کی یہ آواز سن لی تھی کہ یہ مشن تمہارا ہے ۔ ہمارا کیا ہے ۔ تم ہی نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے اسے ہمارے سپرد کیا اور اب تو ہی اسے سہارا دینے والا ہے ۔ ــــــ ڈاکٹر صاحب اور ان کی پارٹی کے لوگ فیصلہ کا اعلان سنتے ہی یاس و نومیدی کا نمونہ بن گئے اور اِدھر اُدھر بکھر گئے ۔ "ذَالِكَ فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم" ۔ ــــــ تمام پاکستانی اور دیگر ممالک کے احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ ہماری آئندہ کامیابیوں کے لیے بھی دعا فرماویں ۔

★

نومنتخبِ انتظامیہ

جنابِ نعمت عبدالحبیب ــــــ صدر
جنابِ نصراللہ محمد سراج ــــــ نائب صدر
جنابِ بخش اللہ رحمت علی ــــــ سیکرٹری
جنابِ مُنے محمد اسمٰعیل ــــــ خزانچی

جنابِ خدا بخش محمد ــــــ ممبر
جنابِ شیخ کریم احمد ــــــ ممبر
جنابِ زوزن عبدل شہید ــــــ ممبر
جنابِ خدا بخش رسول ــــــ ممبر

جناب بدلو آنریبے ہارون ــــــ ممبرِ اعلیٰ

★

مطبوعہ : سن رائیز پیکیجز ، ڈیوس روڈ لاہور فون : ۶۰۲۰۹